رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
قادیان

یوم جمعہ

ایڈیٹر:- رحمت اس[illegible]ن شاکر

جلد ۳۱ | ۲۷ ماہ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش | ۲۲ صفر ۱۳۶۲ ھ | ۲۷ فروری ۱۹۴۳ء | نمبر ۵۰

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۶ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش۔ حضرت ام المؤمنین اطال اللہ بقاءہا کو نزلہ اور آنکھوں میں درد کی شکایت ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب اسسٹنٹ ریکروٹنگ آفیسر لاہور ایریا احمدیہ کمپنی کی بھرتی کے لئے اضلاع گوجرانوالہ اور گجرات کے دورہ پر روانہ ہو گئے ہیں۔ لیفٹیننٹ ڈاکٹر محمد الدین صاحب اور چودھری ظہور احمد صاحب بھی ہمراہ ہیں۔

آنریبل سر چھوٹو رام صاحب کی تقریر پر ایک نظر

(۲)

سر چھوٹو رام صاحب نے مذہب کے بارہ میں اپنا یہ نظریہ [illegible] کیا ہے۔ کہ اس کا تعلق صرف روح۔ روحانی [illegible] زندگی [illegible] وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی نہیں [illegible] چاہیئے۔ ان کا یہ نظریہ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں، اس بات پر مبنی ہے۔ کہ انہوں نے اسلامی تعلیم کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کا موقعہ نہیں پایا۔ اور اسلام کو بھی دیگر مذاہب پر موجودہ زمانہ کے حالات کے لحاظ سے بالکل نامکمل ہی قیاس کر لیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام وہ مذہب ہے۔ جس کی تعلیم زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہونے کے باوجود کسی قوم سے نہیں ٹکراتی۔ جس کی مثال ہم پہلے پیش کر چکے ہیں۔ اگر سر موصوف کو اسلام کے متعلق کوئی غلط فہمی ہو۔ تو وہ اسے پیش کریں۔ ہم بفضل خدا ان کا پوری طرح اطمینان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ اسلامی تعلیم زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہونے کے باوجود کسی صورت میں بھی بدامنی۔ مختلف اقوام میں کشمکش اور تصادم پیدا کرنے کا موجب نہیں ہو سکتی۔ سر موصوف نے پنڈت جواہر لال صاحب کے اس نظریہ سے کہ "سیاسیات کا ۹/۱۰ حصہ اقتصادی معاملات سے تعلق رکھتا ہے" اتفاق کرتے ہوئے اپنی تقریر میں فرمایا ہے۔ کہ "اقتصادی مفاد میں ٹکراؤ ہے۔ یہ روٹی کا سوال ہے۔ کارخانہ دار اور مزدور۔ ساہوکار اور اسامی دوکاندار اور گاہک کے مفاد میں ٹکراؤ ہے اور اس ٹکراؤ میں مذہب کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا کوئی کارخانہ دار۔ کوئی دوکاندار اور کوئی ساہوکار اپنے ہم مذہبوں کو زیادہ مزدوری۔ سستا اور کم سود پر قرضہ نہیں دیتا۔ کانی ڈنڈی ہر ایک پر ہی چلتی ہے اور یہ سلسلہ جاری رہے گا۔"

بے شک ہندوستان میں اقتصادی مفاد میں بھی ٹکراؤ موجود ہے مگر ہم سر موصوف کے اس خیال سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ کہ کوئی کارخانہ دار کوئی دوکاندار اور کوئی ساہوکار اپنے ہم مذہبوں کو زیادہ مزدوری۔ سستا اور کم سود پر قرضہ نہیں دیتا۔ کیونکہ ہندوستان میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ کہ ہماری اکثریت رکھنے والی ہمسایہ قوم نے اپنے کارخانوں میں۔ اور اپنی دوکانوں میں مسلمانوں کو اجیر رکھنے کے بجائے ہمیشہ اپنی ہی قوم کے افراد کو ترجیح دی ہے۔ اور حکومت کے دفاتر میں بھی یہ بات نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ کہ جہاں اکثریت رکھنے والی قوم کا زیادہ اثر ہے۔ وہاں اقلیت سے تعلق رکھنے والا بہت مشکل سے جگہ پا سکتا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ سر موصوف نے ان حالات سے عام لوگوں کی نسبت زیادہ اچھی طرح واقف ہونے کی پوزیشن میں ہوتے ہوئے یہ خیال کیسے ظاہر فرمایا۔ کیا سرکاری محکموں میں مسلمانوں کے ساتھ شدید ناانصافی اور حق تلفی نیز تجارتی اداروں میں ان کی نارسائی ان کی نظر سے مخفی ہے۔

اگر سر موصوف اقتصادیات کے متعلق اسلامی تعلیم کا مطالعہ فرمائیں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ مسلمان اپنی تعلیم پر عمل کرتا ہوا۔ اقتصادی مفاد میں بھی کسی سے نہ ٹکراتا ہے۔ اور نہ اس کی ترقی میں حائل ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے عہد سلطنت کو ہی دیکھ لو۔ باوجودیکہ وہ حکومت اسلامی طرز پر نہ تھی۔ اور اکثر فرمانروا پوری طرح پابند اسلام نہ تھے۔ تاہم یہ اسلامی تعلیم کے اثر کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ ان کے عہد میں ہندوؤں کو تجارت میں ترقی کرنے بلکہ اس پر پوری طرح قبضہ کرنے کے مواقع حاصل ہو گئے۔ اور اس کے لئے انہیں نہایت سازگار فضا میسر آ گئی۔ ماسوا اس کے تعلیم یافتہ اور وفادار ہندوؤں نے درباروں میں نمایاں ترقیات حاصل کیں۔ اور بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز ہوتے رہے۔

سر موصوف نے اپنی تقریر کے آخر میں فرمایا ہے کہ "مذہب سکھاتا ہے دوسروں کی سیوا۔ سیاسیات سکھاتا ہے۔ کہ خود آزاد ہو۔ اور دوسروں کو محکوم بناؤ۔ مذہب سکھاتا ہے انکساری اور شانتی۔ اور سیاسیات سکھاتا ہے شکتی اور توپ و تفنگ۔"

سر موصوف نے سیاسیات کے متعلق جو خیال ظاہر کیا ہے۔ غالباً وہ موجودہ سیاسیات اور موجودہ ماحول کے اثر کا نتیجہ ہے۔ اسلامی سیاست سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام میں حکومت کرنے کا حق محض اس لئے تسلیم کیا گیا ہے کہ رعایا کے ہر طبقہ میں خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو۔ پورے عدل و انصاف سے کام لیا جائے۔ اور ہر ایک کے مفاد اور حقوق کے ادا کئے جانے کا پورا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ اسلامی حکومت کے زمانہ میں ایک دفعہ جب مسلمانوں نے ایک عیسائی علاقہ فتح کیا۔ تو لوگوں کو اپنے حسن سلوک کی وجہ سے ایسا گرویدہ کر لیا۔ کہ جب انہیں جنگی حالات اور مصلحت کے ماتحت وہ علاقہ چھوڑنا پڑا۔ تو باوجودیکہ اس علاقہ کے لوگوں پر پھر ان کے ہم مذہب لوگوں کے مسلط ہونے کا امکان پیدا ہوا۔ وہ مسلمانوں کے اس علاقہ کو چھوڑنے پر سخت بے چین ہوئے۔ اور رو رو کر دعائیں کرتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو پھر اس علاقہ میں حاکمانہ حیثیت سے واپس لائے۔ اس واقعہ کا دوسرا پہلو یہ ہے۔ کہ مسلمانوں نے اس علاقہ کو فتح کر کے وہاں کے لوگوں سے ٹیکس وصول کر رکھا تھا۔ لیکن جب وہ جنگی مصلحت کے ماتحت وہاں سے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے تو اسلامی سپہ سالار نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا۔ کہ اس وصول شدہ ٹیکس کے متعلق اب کیا کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ یہ ٹیکس اس شرط پر وصول کیا گیا تھا کہ اسلامی لشکر لوگوں کی حفاظت کا ذمہ دار ہو گا۔ مگر اب کہ پیچھے ہٹنے کی وجہ سے اسلامی لشکر اس ذمہ داری کی ادائیگی سے قاصر رہیگا۔ لوگوں سے وصول شدہ ٹیکس کو اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق مسلمانوں کو نہیں۔ چنانچہ تمام لوگوں کو بلا بلا کر ایک ایک پائی واپس کی گئی۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ اسلام کا اصول حکمرانی اور معیار سیاست کیا ہے، وہ کس قسم کی حکومت دنیا میں دیکھنا چاہتا ہے۔ اور اگر ایسی حکومت دنیا میں قائم ہو سکے۔ تو یہ اس کی کتنی خوش قسمتی ہو گی۔ ممکن ہے۔ کہا جائے۔ کہ اسلامی ممالک میں بھی وہ بات نظر نہیں آتی۔ جو ہم اسلامی تعلیم کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے اعمال میں وہ خوبصورتی دکھائی نہیں دیتی۔ جو اسلامی تعلیم کا طرۂ امتیاز بتائی جاتی ہے۔ لیکن اس کی ذمہ داری اسلام پر نہیں۔ اسکی طرف منسوب ہونے والے کسی فرد یا کسی حکومت میں اس کی بتائی ہوئی خصوصیات کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے اسلام پر کوئی اعتراض نہیں آ سکتا۔ ہم خود مانتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے اس زمانہ میں اسلام کی تعلیم پر عمل کرنا ترک کر دیا ہے۔ لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اسی مقصد کے لئے کھڑا کر دیا ہے۔ کہ وہ اسلام کے اصول اور اس کی تعلیم کو دنیا میں دوبارہ قائم کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ دن ضرور آئے گا۔ کہ دنیا اسلام کی پُرامن اور تسکین بخش تعلیم کے سایہ میں آرام حقیقی پائے گی۔

چونکہ سر چھوٹو رام آئے دن مذہب پر رائے زنی فرماتے رہتے ہیں۔ اور اسلام کے بارہ میں ان کی معلومات محدود ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام (انگلش) بھیج رہے ہیں۔ اور توقع رکھتے ہیں۔ کہ مطالعہ کے بعد آئندہ اسلام کے متعلق وہ اپنی تقاریر میں صحیح خیالات ظاہر کر سکیں گے۔

اسلامی پردہ کے متعلق سات سوالات اور انکے جواب

ذیل کے سات سوالات لاہور کے کالج میں تعلیم پانیوالی ایک لڑکی نے بھجوائے ہیں اور لکھا ہے کہ "ان سب باتوں کا جواب قرآن کریم اور دوسری کتب مقدسہ کے حوالجات کے ساتھ مفصل ہو"۔ ذیل میں ہر سوال اصل الفاظ میں درج کرکے اس کا جواب لکھا جاتا ہے:۔

سوال اول۔ پردہ کس لئے کیا جاتا ہے؟

جواب۔ اسلام نے عورت کیلئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ اپنی زینت اور اپنے اعضاء کو دوسرے مردوں سے پوشیدہ رکھے۔ اس پردہ کی غرض وغایت قرآنی الفاظ میں ذالکم اطہر لقلوبکم وقلوبھن (سورۃ احزاب) ہے۔ یعنی اس ذریعہ کو نیک نیتی کے ساتھ اختیار کرنے سے دلوں میں پاکیزگی پیدا ہوگی۔ بدکاری کی ابتداء بدنیتی اور بدنظری سے ہوتی ہے۔ اسلام نے اس بدکاری کے دروازہ کو بند کرنے کیلئے عورتوں کو پردہ کا حکم دیا۔ ایک امر یعنی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھنے کے حکم میں مرد و عورت یکساں مامور ہیں۔ کسی مومن مرد کیلئے جائز نہیں کہ کسی بیگانی عورت کی طرف نظر بھر کر دیکھے اور نہ ہی کسی مومن عورت کیلئے جائز ہے کہ بیگانے مرد کو نظر بھر کر دیکھے (سورہ نور) مگر چونکہ عورت کو قدرت نے ایسے رنگ میں پیدا کیا ہے۔ کہ اس کا بے حجابانہ ادھر ادھر پھرنا اور اجنبی مردوں سے خلا ملا رکھنا اس کے لئے یا دوسرے مردوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس لئے عورتوں کو دوسرا مخصوص حکم دیا گیا۔ کہ وہ جب غیر محرم مردوں کے پاس سے گذریں تو یدنین علیھن من جلابیبھن (سورہ احزاب) اپنے چہروں کو اوڑھنی سے ڈھانپ لیا کریں۔ تا برے لوگوں کو آنکھ یا زبان کی شرارت کا بھی موقعہ نہ ملے۔ عورت کی عزت وعفت کی حفاظت کیلئے اور دنیا میں نیکی اور پاکیزگی کے پیدا کرنے کے لئے پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔ فطرتی طور پر عورت پردہ دار ہے۔ اس کی نسوانیت کے لئے پردہ نہایت ضروری اور مفید ہے۔ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی نے بھی اپنے پیرؤں کو ہدایت کی ہے کہ:۔

"لڑکے لڑکیوں کے مدرسے ایک دوسرے سے کم از کم دو کوس کے فاصلہ پر ہوں۔ ان میں سے لڑکیوں کے مدرسہ میں عورتیں اور لڑکوں کے مدرسہ میں مرد ہونے چاہئیں۔ زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پائے" (ستیارتھ پرکاش باب ۲ دفعہ ۴ صفحہ ۱۸)

اس سے ظاہر ہے کہ پردہ کی غیر عادی قومیں بھی فطرتی طور پر پردہ کی ضرورت کی قائل ہیں۔ آریہ سماج نے اس کی خلاف ورزی اختیار کرکے نہایت تلخ تجربہ کیا ہے۔ ان کے لیڈر موجودہ کشش بے پردگی اور لڑکے لڑکیوں کے آزادانہ اختلاط کے خلاف بیسیوں مرتبہ برملا اظہار نفرت کر چکے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ پردہ کا مقصد پاکیزگی کا قیام اور بدی کا سدباب ہے۔

سوال دوم۔ کیا پردہ زمانہ حاضرہ میں ترقی کرنے کے رستے میں حائل نہیں ہوتا؟

جواب۔ اس سوال کو حل کرنے کیلئے ہمیں ترقی کا مفہوم متعین کر لینا چاہیئے۔ اگر ترقی اس کا نام ہے۔ کہ عورتیں دوسرے مردوں کے ساتھ کھیل کود اور ناچنے وغیرہ میں شریک ہوں۔ مردوں کے دوش بدوش فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کریں اور اپنی نسوانی ذمہ داریوں کو بجالانے اور نئی پود اور بچیوں کی صحیح تربیت کرنے کی بجائے مردوں کے مفوضہ کاموں میں مداخلت کریں تو یقیناً موجودہ نظام کے لحاظ سے اس ترقی میں بھی پردہ روک ہے۔ اگر ترقی یہی ہے۔ تو یہ صرف چند روزہ سبز باغ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ جو قومیں قانون نیچر کی مخالفت کرتی ہیں۔ انہیں کبھی پائدار استحکام حاصل نہیں ہوتا۔ پس عورت کی ترقی کا وہ معیار جو آج تک یورپین عورت نے قرار دیا تھا۔ تجربہ سے غلط ثابت ہو چکا ہے۔ اگر ابھی ہندوستانی عورت نے مغرب کی اندھی تقلید کو خیرباد نہیں کہا۔ تو یقیناً اس سرزمین میں بھی وہ تجربہ دہرایا جائے گا۔ ہاں اگر ترقی سے مراد یہ ہے۔ کہ اخلاق کو قائم رکھتے ہوئے دینی اور دنیوی علوم کو حاصل کیا جائے اور ان سے مقدور بھر بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچایا جائے۔ تو میں ببانگ دہل کہتا ہوں۔ کہ اسلامی پردہ اس میں ہرگز حائل نہیں۔ اسلامی سلطنت کے قرون اولیٰ میں مسلم خواتین نے اس بارے میں بہترین نمونہ قائم کیا ہے۔ اور اس آخری زمانہ میں بھی اسلامی سلطنت کے قیام کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نمونہ کا اعادہ ہوگا۔ اسلامی پردہ اس ترقی میں ہرگز روک نہیں۔ ہاں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر فرد اور ہر گروہ کی ترقی اپنے اپنے دائرہ اور قدرتی استعداد کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ قوم افراد کے مجموعہ کا نام ہے۔ قوم کا ہر فرد میدان کارزار کا سپاہی نہیں بن سکتا۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو ان کی ضروریات زندگی کا انتظام کیونکر ہوتا۔ عورت کو قدرت نے ایک اہم مقصد اور بلند فرض کی ادائیگی کے لئے پیدا کیا ہے قوموں کی ترقی وتنزل کا انحصار درحقیقت عورتوں پر ہے۔ لیکن اگر عورتیں اس اہم مقصد کو چھوڑ کر مرد بن کر ترقی کے نام پر مردوں سے مزاحمت شروع کر دیں تو شائد تھوڑے عرصہ تک وہ اس "ترقی" پر خوشی منالیں مگر قدرت کا زبردست نظام اس قوم کے قویٰ میں گونہ تعطل پیدا کر دے گا۔ اور زبان حال سے کہیگا۔

ع ہر کسے را بہر کارے ساختند

انسانی جسم کے اعضاء سب ہی کارآمد ہیں۔ مگر ہاتھ آنکھ کا کام نہیں کر سکتے۔ اور نہ آنکھ ہاتھ کا کام کر سکتی ہے۔ اگر آنکھیں ہاتھوں کے کام کو "ترقی" قرار دے کر اس کے حصول کی کوشش کرنے لگیں۔ تو اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ نظام جسمانی میں اختلال واقع ہو جائے گا۔ اور کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

سوال سوم۔ بعض اوقات عورت کو ایسے کام اور ایسے مواقع پیش آجاتے ہیں۔ کہ پردہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوئی مصیبت ایسی آپڑے کہ نیر کپڑے کے باہر جانا پڑے۔

جواب۔ اسلامی شریعت نے ایسے اضطراری حالات کو نظر انداز نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں پردہ کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا۔ کہ عورتیں اپنی زینت کو پوشیدہ رکھیں۔ ہاں جو مجبوراً ظاہر ہو جائے تو اس کا استثناء ہے۔ جب حادثہ وغیرہ کے وقت یا ہنگامی ضرورت کے ماتحت عورت کو دوسرے مرد کے سامنے ہونا پڑے۔ تو اس سے اسلام نہیں روکتا۔ قرآن کریم کا عام قانون ہے لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ کہ انسان کو اسکی طاقت کے مطابق ہی مکلف کیا گیا ہے۔ اضطراری صورتوں کے علاوہ بعض دفعہ راہ چلتے چلتے اتفاقی طور پر بیگانے مرد یا بیگانی عورت پر نظر پڑ جائے مثلاً سڑک پر موڑ کے موقعہ پر ایسی صورت پیش آسکتی ہے۔ کیونکہ اسلام نے عورت کو اسی جگہ پر پردہ کا حکم دیا ہے۔ جب غیر محرم مرد موجود ہوں۔ تو ایسے موقعوں کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لا تتبع النظرۃ النظرۃ فان لک الاولیٰ ولیست لک الآخرۃ (مشکوٰۃ کتاب النکاح) کہ پہلی اتفاقی نظر کے بعد دوسری دفعہ نہیں دیکھنا چاہیئے۔ پہلی نظر تو معذوری کی صورت میں تھی۔ اب دوسری نظر عمداً اور گناہ کو پیدا کرنیوالی ہے۔ پس جن صورتوں میں انسان کے اختیار اور ارادہ سے باہر کا معاملہ ہے۔ ان میں وہ مکلف نہیں۔

سوال چہارم۔ کیا دل کا پردہ کافی نہیں؟

جواب۔ اگر سب مرد اور سب عورتیں حقیقی طور پر دل کا پردہ کریں تو یقیناً کافی ہے۔ کیونکہ جب دل میں پردہ کا عقیدہ قائم ہو جائیگا۔ تو اعضاء خود بخود پردہ پر عملدرآمد کرینگے۔ دل تو انسانی جوارح میں بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ دل کے پردہ کا ثبوت ظاہر میں بھی موجود ہونا چاہیئے ورنہ ہر شخص بغیر کسی ثبوت کے دل کے پردہ کا مدعی بن جائیگا۔ اور دنیا میں فحش و بیحیائی کی ترقی ہوگی۔ حیرت ہے۔ کہ لوگوں کو صرف پردہ کے متعلق یہ سوال پیدا ہوتا ہے کھانے پینے کے متعلق یہ سوال پیدا نہیں ہوتا؟ اگر "دل کے پردہ" کے دعویٰ کی بناء پر ظاہری پردہ کو چھوڑا جائیگا تو کل کو ننگے رہنے کی تحریک والے کہینگے۔ کہ ان ظاہری قمیصوں اور پاجاموں کی کیا ضرورت ہے کیا دل کا لباس کافی نہیں؟ اگر اس سوال کا یہ جواب ہے کہ دل کے لباس کے باوجود ظاہری لباس کی بھی ضرورت ہے، تو میں کہتا ہوں کہ دل کے پردہ کے باوجود ظاہری پردہ کی بھی ضرورت ہے۔ یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ عفلت شعار خواتین کی اپنی ذات کیلئے انہیں پردہ کی ضرورت نہ ہو۔ مگر کیا دنیا میں شریر مرد موجود نہیں۔ نیز کیا شریر عورتیں موجود نہیں جو ان پاکدامن خواتین کے طریق کو دیکھ کر اسکی نقل میں بے پردگی کا رواج دیکر انسانی اخلاق کو بگاڑینگی؟ پس اس دنیا میں ماحول کے برے اثرات سے بچنے اور دوسری عورتوں کو غلط روی سے باز رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ "دل کا پردہ" کرنیوالی عورتیں بھی ظاہری پردہ کریں۔

سوال پنجم۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ جس چیز کو چھپایا جائے۔ تو اسکی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ اسی طرح بازار میں برقع والیوں کی طرف زیادہ نگاہیں اٹھتی ہیں تو گویا یہ ایک طرح سے توجہ کا مرکز بنتا ہوا۔

جواب۔ اگر یہ درست ہے، کہ چیز کو چھپانے سے اسکی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے اسلئے بے پردگی کے طریق کو اختیار کر لیا جائے تو عرض ہے کہ پھر لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی دولت اور اپنے اچھے اچھے سامان کو گھروں میں چھپانے کی بجائے اسے سڑک پر پھینک آیا کریں تا اسکی طرف زیادہ توجہ نہ ہو جائے۔ اگر یہ قاعدہ ہر جگہ درست ہوتا تو دکاندار اعلان کرنے اور توجہ کے جذب کرنے کیلئے اپنے سامان کو نمایاں کرکے دکھلایا نہ کرتے بلکہ بند کرکے رکھ دیا کرتے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ بالفرض اگر برقع والی عورت کیطرف بازار کے لوگوں کی نگاہیں زیادہ بھی اٹھتی ہوں۔ تب بھی پردہ یا برقع درمیاں میں حائل ہے۔ لیکن بے پردہ عورت تو بازار والوں کی نگاہوں کے سامنے بلا واسطہ موجود ہے۔ اور یوں یہ خیال بھی غلط ہے کہ برقع والی عورت کیطرف زیادہ نگاہیں اٹھتی ہیں۔ بات صرف اسقدر ہے کہ پردہ دار عورتوں میں سے ایک کی غلطی بھی شہرت پا جاتی ہے۔ اور بے پردہ عورتوں کی ایسی غلطیاں قابل ذکر ہی نہیں سمجھی جاتیں۔ یہ تو صرف پردہ دار عورت کے معیار عفت کے بلند ہونے کا نتیجہ ہے۔ ہاں کچھ عورتیں برقع بطور زینت پہنتی ہیں۔ اس پر نقش و نگار کر لیتی ہیں اور خلاف اسلام بازار میں ایسے انداز سے چلتی ہیں۔ کہ خواہ

عالم آفاق والنفس

از جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ کپورتھلہ

۱

عالم ازو پر نور شد، دل جلوہ گاہ طور شد
پنہاں نسبت در قلب و جگر، پیدا شدے آید نظر
ہر برگ آمد بوستاں، ہر قطرہ بحر بیکراں
کوتاہ کن آمال را، بنگر ازاں مآل را

ایں ناظرے منظور شد، تا سعی او مشکور شد
آں جان جاں نور بصر، نزدیک آمد دور شد
ہر ذرہ خورشید جہاں، کہ نور حق معمور شد
پرسش بود اعمال را، ایں در ازل مسطور شد

۲

در مرد ماں آمد زنی، در رہنمایاں رہزنی
در شرق و غرب بحر و بر، از حرب و ضرب شور و شر
تعلیم ہا تادیب ہا، تعمیر ہا تخریب ہا
لرزد زمیں زلزالہا، بر افگند اثقالہا
زیر زمیں بالائے سر، اندر ہوا در خشک و تر
کار زمیں را ساختہ، با آسماں پرداختہ
ایزد عنایت کردگر، فضل و ہدایت کردگر
بنما کہ در وقت چناں، از بہر اصلاح جہاں

در دوستاں اراں دشمنی، ایں بوالعجب دستور شد
ہر سلطنت زیر و زبر، ہر مملکت مقہور شد
تہذیب ہا تعذیب ہا، تکلیف ہا موفور شد
انساں بگوید مالہا، آیا کہ نفخ صور شد
آدم نے یابد مفر، از ہر طرف مجبور شد
مہ تا بماہی تاختہ، لیک از خدا مہجور شد
اندر ہدایت کردگر، اکنوں چرا معذور شد
غیر از مسیح قادیاں، آیا کسے مامور شد

مظہر کہ آمد بے ہنر، ایں طرفہ احوالش نگر
ناکام شد، شد کامگر، بدنام شد مشہور شد

مخواہ مردوں کی نظریں انکی طرف اٹھیں ایسی عورتیں درحقیقت پردہ دار نہیں ہوتیں وہ تو تالاب کو گندہ کرنیوالی مچھلیاں ہوتی ہیں۔ پردہ یا برقع کا ناجائز استعمال کرنیوالی ایسی چند عورتوں کی وجہ سے کوئی منصف مزاج مرد یا عورت پردہ کو معیوب قرار نہیں دے سکتا۔ پردہ بہر حال مفید ہے۔ ہاں بدنام کنندۂ پردہ عورتوں کی اصلاح بھی ضروری ہے۔

سوال ششم۔ اگر سادے صاف اور جسم کو ڈھانکنے والے کپڑے مثلاً عام ہندوستانی قمیص۔ شلوار یا ساڑھی پہن کر یعنی ان سے جسم ڈھانک کر انسان باہر چلا جائے تو کیا حرج ہے؟

جواب:۔ جس جگہ غیر محرم مرد نہیں۔ مثلاً زنانہ سیرگاہیں ہیں۔ وہاں ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جب دوسرے مردوں سے پردہ کا سوال ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ بے پردگی میں سخت حرج ہے۔ جس کی طرف مندرجہ بالا سطور میں اشارہ کیا جا چکا ہے۔ عام جسم کو ڈھانکنے کے ساتھ آنکھ کا پردہ بھی ضروری ہے۔ چہرہ کا پردہ بھی ضروری ہے۔ کیونکہ خرابی کا آغاز اسی جگہ سے ہوتا ہے۔ غیر مسلم لڑکیوں کے حالات میں بہت کچھ عبرت کے سامان موجود ہیں۔ جن کا ایک حصہ خود ہندو اخبارات آئے دن شائع کرتے اور ان پر دکھ درد کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

سوال ہفتم۔ اگر عورت مرد کو دیکھ کر باوجود دیکھنے کے ٹھیک رہے۔ تو کچھ بات بھی ہے۔ اس کو مضبوط کیریکٹر کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر عورت مرد کو دیکھے ہی نہیں۔ اور کوئی بات دل میں پیدا ہی نہ ہو۔ تو باز رہنے میں کونسی خوبی ہے۔

جواب:۔ اپنے نفس کو شریعت کی حدود کے اندر رکھنا اور دوسری لڑکیوں کو مردوں سے آزادانہ ملتے ہوئے دیکھ کر بھی اس سے باز رہنا یقیناً مضبوط کیریکٹر کی علامت ہے۔ آپ کے نزدیک اگر مضبوط کیریکٹر ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ عورت بے پردگی کا شکار ہو۔ تو کیا آپ مضبوط صحت ثابت کرنے کے لئے زہر کا استعمال کریں گی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ اس بارے میں دوسروں کے تجربہ کو کافی سمجھتی ہیں۔ تو نامعلوم اخلاق کی بربادی کو آپ کیوں زہر سے کمتر خیال کرتی ہیں۔ اور چاہتی ہیں۔ کہ اس زہر کا تجربہ ہر عورت خود براہ راست کرے۔ یاد رہے۔ کہ ہیضہ کی مرض میں مبتلا ہو کر بچنا ہی اچھی صحت کی دلیل نہیں۔ بلکہ سرے سے ہی ہیضہ کا نہ ہونا اصل اچھی صحت کی علامت ہے پس غیر محرم مردوں کو دیکھنے اور ان کے متعلق دل میں خیال پیدا کر کے باز رہنے کو خوبی سمجھنے میں آپ کو دھوکا ہوا ہے۔ یہ تو وہی بات ہے۔ جیسا فارسی کے شاعر نے کہا ہے۔ ؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہٖ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

دل وہ گوہر آبدار ہے۔ جو ایک دفعہ شکستہ ہونے کے بعد پہلی صورت پر نہیں آ سکتا۔ عورت کی ساری خوبی اس میں ہے۔ کہ وہ اپنے خاوند سے کامل وفاداری دکھائے۔ نہ یہ کہ گلہ بان سے بھاگ جانے والی بھیڑ کی طرح جنگل میں ادھر ادھر پھرتی رہے۔ کہ وہ آخر بھیڑیا کا شکار بن جائے گی۔ پولوس نے کیا خوب لکھا ہے۔ کہ:۔

”جوان عورتوں کو سکھائیں۔ کہ اپنے شوہروں کو پیار کریں۔ بچوں کو پیار کریں۔ اور متقی اور پاکدامن اور گھر کا کاروبار کرنے والی اور مہربان ہوں۔ اور اپنے اپنے شوہروں کے تابع رہیں۔ تاکہ خدا کا کلام بدنام نہ ہو۔“ (ططس $\frac{2}{4-5}$)

خاکسار ابو العطاء جالندھری

تعلیم نسوان

تعلیم نسوان کا سوال نہایت ہی اہم ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اسکی طرف بہت توجہ ہے۔ چنانچہ حضور کے خاص ارشاد کے ماتحت مجلس تعلیم آجکل تعلیم نسوان کے اعلیٰ مدارج کے لئے نصاب تجویز کرنے میں مصروف ہے۔ اور اپنی تجویز دو ہفتہ کے اندر اندر مکمل کر کے حضور کی خدمت میں پیش کرے گی۔

جن دوستوں کو اس سوال سے دلچسپی ہے۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد خاکسار کے پاس اپنے خیالات یا تجاویز ارسال فرما دیں۔ تا مجلس تعلیم ان پر غور کر سکے۔ اس سلسلہ میں جن دوستوں کو ایسی کتب کا علم ہو۔ جو تعلیم نسوان میں مفید ہو سکتی ہیں مثلاً عربی۔ حدیث قرآن فقہ۔ تاریخ سلائی سینا۔ کھانا پکانا۔ سینا پرونا۔ گھریلو حساب۔ خانہ داری تربیت اطفال وغیرہ وغیرہ۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ ہو سکے تو اصل کتب ارسال فرما دیں۔ ورنہ ان کے نام اور مطبع وغیرہ سے ضرور مطلع فرما دیں۔ اور حیدر آباد دکن کے دوستوں سے عرض ہے۔ کہ وہ عثمانیہ یونیورسٹی کے تجویز کردہ نصاب وغیرہ سے مطلع فرماویں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء خاکسار عبدالرحیم درد کرٹری مجلس تعلیم قادیان

جماعتہائے خدام الاحمدیہ کا سالانہ بجٹ

دستور اساسی ۱۲۳ کے مطابق ہر مجلس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بجٹ مرتب کر کے ہر سال کے شروع میں مرکز میں ارسال کر دیں۔ تاکہ اس سال کے دوران میں اس کے مطابق چندہ وصول کیا جا سکے۔ چونکہ اب نیا سال شروع ہو چکا ہے۔ اس لئے تمام مجالس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ جلد از جلد اراکین سے چندہ کے وعدے حاصل کر کے اپنا اپنا بجٹ ارسال کریں۔ گو اراکین سے چندہ وصول کرنے کی کوئی خاص شرح مقرر نہیں۔ اور اختیاری طور پر جسقدر چندہ کوئی رکن چاہے۔ ادا کر سکتا ہے۔ مگر کوشش کی جائے۔ کہ اراکین مجلس کے استحکام اور موجودہ حالات کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ قربانی کا نمونہ دکھائیں۔ اور جسقدر زیادہ وعدے لکھا سکتے ہوں لکھوائیں اور اسکی ادائیگی میں باقاعدگی رکھیں قواد اور زعماء کرام سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ جلد اپنی اپنی مجالس کے بجٹ مرتب کر کے مرکز میں ارسال فرما دیں گے۔ نیز اراکین میں زیادہ سے زیادہ قربانی کی روح پیدا کر کے مجلس کے استحکام

ریلوے کے مسافر

سامان کے تمام بڑے بنڈل بریک وین میں رکھوا کر بھجوائیے۔ اور قبل اس کے کہ آپ سفر شروع کریں۔ ان کے اوپر سے تمام پرانے لیبل اتار دیں اور نئے لگا دیں۔ اور نام پتہ اور منزلِ مقصود کا نام درج کریں۔ بہتر ہوگا۔ کہ آپ کے ہر بکس اور بستر وغیرہ کے اندر ایک الگ کاغذ کا ٹکڑا رکھا ہو۔ جس میں آپ کا نام ایڈریس اور منزلِ مقصود درج ہو۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے۔ تو خطرہ ہے۔ کہ آپ کا سامان گم ہو جائے۔ آپ کو خبردار کر دیا گیا ہے۔

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع دے۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی)

۶۳۹۵ء ۔ منکہ فضل بی بی بیوہ قادر بخش قوم کمبوہ۔ عمر ۷۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن موضع حمزہ حال قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جدی جائیداد ایک بگھہ زرعی چاہی موضع حمزہ ضلع امرتسر میں ہے۔ جو میرے بھائی بہنوں کی زمین مشترک میں شامل ہے۔ اسکی اسوقت بازاری قیمت ۱۰۰/- روپے ہے۔ اور میری منقولہ جائیداد صرف ایک سلائی کی مشین قیمتی ۳۰/- روپے۔ اس لئے میں اس کل جائیداد قیمتی ۱۳۰/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور اقرار کرتی ہوں۔ کہ یہ رقم مبلغ ۱۳/- روپے بذریعہ اقساط دو روپیہ ماہوار کے حساب سے انجمن کو ادا کرتی رہوں گی۔ اور اگر میری وفات قبل از ادائیگی رقم ہذا ہو جائے۔ تو بقیہ رقم میرے ورثاء جو احمدی ہیں اور میرا بھائی جو احمدی ہے۔ اور جن کے ساتھ میری غیر منقولہ جائیداد مشترک ہے۔ ادا کریں گے۔ علاوہ ازیں میری کوئی جائیداد نہیں۔ اگر کوئی اور جائیداد میری ثابت ہو گی۔ تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتی ہوں۔ العبدہ فضل بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد فضل الدین برادر موصیہ۔ گواہ شد محمد عبید اللہ خاں مالک پشاوری ہوٹل جالندھر چھاؤنی۔

۶۳۹۷ء منکہ ناظر دین ولد جھنڈے خاں قوم راجپوت پیشہ ترکھان عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت خلافت اولیٰ ساکن بگول ڈاکخانہ گھوڑے واہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری منقولہ یا غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اپنی آمد کا دسواں حصہ آئندہ ادا کرتا رہوں گا۔ اس وقت میری آمد سالانہ یکصد روپیہ ہے۔ اور اگر میری زندگی میں یا مرنے کے بعد کوئی نئی جائیداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ لینے کی حقدار ہوگی۔ اور میرا پیشہ ترکھان کا ہے۔ اور میری آمد کوئی مقرر نہیں ہے۔ مگر آئندہ میں اپنی آمد سے ماہ بماہ دسواں حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ کوئی عذر بہانہ نہ کروں گا۔ یہ چند حروف اس لئے لکھ دیئے ہیں۔ کہ سند رہے۔ العبد ناظر دین موصی بگول۔ گواہ شد نشان انگوٹھا مہر علی۔ گواہ شد عبد العزیز مبلغ بگول۔

۶۳۹۹ء ۔ منکہ عبد الوہاب خاں ولد محمد حسین خاں صاحب قوم مہمند افغان پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ صرف اس وقت میری تنخواہ ۶۵/- روپے ہے۔ جس کے نصف ۳۲/۸/- روپے ہوتے ہیں۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر میرے مرنے پر کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی آمد کی کمی و بیشی کی اطلاع بھی دیتا رہوں گا۔ العبد عبد الوہاب خاں پسر محمد حسین خاں ٹیلر ماسٹر محلہ دار الرحمت۔ گواہ شد محمد شریف مالک لاہور ہاؤس دار العلوم۔ گواہ شد عبد الحکیم محلہ دار العلوم۔

۶۴۰۵ء ۔ منکہ منصورہ بیگم بنت ملک شیر بہادر خاں صاحب پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری کوئی جائیداد اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی آمدنی ہے۔ مجھے صرف پانچ روپے ماہوار بطور جیب خرچ کے والدین کی طرف سے ملتے ہیں۔ پس اس کے دسویں حصے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر بعد میں میری کوئی آمدنی یا جائیداد پیدا ہو گئی تو اس کا بھی دسواں حصہ انجمن مذکورہ کو ادا کروں گی۔ الامۃ منصورہ بیگم موصیہ دار البرکات

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

بمبئی ۲۶ر فروری۔ آج تیسرے پہر حکومت بمبئی نے گاندھی جی کے حالت کے بارہ میں ڈاکٹروں کی جو رپورٹ شائع کی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ گاندھی جی کی حالت میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی۔ ۲۱ر فروری کو ان کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ اور متلی کی وجہ سے وہ میٹھے لیموں کا رس اور پانی پینے پر مجبور ہو گئے تھے۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ سوموار اور منگل کو بھی انہیں یہی کچھ پینا پڑا۔ کل انہوں نے لیموں کے رس کی مقدار کافی کم کر دی ہے۔ وہ اب پانی میں صرف اتنا رس ملاتے ہیں۔ جس سے پانی پی سکیں۔ پونا کی ایک غیر سرکاری خبر سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آج گاندھی جی بہت خوش رہے۔ صبح انہوں نے مالش کرائی۔ اور اسفنج سے جسم کو صاف کر دیا۔

ماسکو ۲۶ر فروری۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ خارکوف کے مغربی علاقہ کی لڑائی میں روسی فوجوں نے دو اور شہروں پر قبضہ کر لیا ہے روسی فوجیں یوکرائن کے دار الحکومت سے اب ۱۶۰ میل سے بھی کم فاصلہ پر رہ گئی ہیں۔ جرمنوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ... کے شمال میں ایک روسی فوج ان کے بچاؤ کی لائن توڑنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔

لنڈن ۲۶ر فروری کل برطانی ہوائی جہازوں نے جرمنی کے مغربی علاقہ پر کامیاب چھاپہ مارا۔ جرمنوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ اس حملہ سے ان کا کافی جانی اور مالی نقصان ہوا۔ جرمن آبدوزوں کی ایک چھاؤنی پر بھی بمباری کر کے اسے سخت نقصان پہنچایا گیا۔

لنڈن۔ ۲۶ر فروری۔ اتحادی ممالک کے ہوائی جہازوں نے نیو برٹن کے جاپانی اڈہ پر حملہ کر کے جاپانی جہازوں کو خشکی پر چڑھنے پر مجبور کر دیا۔ ایک تجارتی جہاز جس کا وزن دس ہزار ٹن تھا۔ اسے بموں کا نشانہ بنا دیا گیا۔ نیو گنی میں لے کے ارد گرد خشکی پر بھی حملے کئے گئے۔ اور ہمارے ہوائی جہازوں نے پانچ پانچ سو اور ہزار ہزار ٹن وزن کے بم گرائے۔ ہمارا ایک بمبار دشمن کے تیرہ شکاری جہازوں پر جھپٹا۔ اور آن کی آن میں ان میں سے چار کو گرا لیا۔ اس کے بعد ہمارا بمبار سلامتی کے ساتھ اپنے اڈہ پر واپس آ گیا۔

لنڈن ۲۶ر فروری۔ ٹیونیشیا میں ہمارے ہوائی جہاز قیسرین کے درہ سے پیچھے ہٹنے والی دشمن کی فوج پر سخت بمباری کر رہے ہیں۔ دشمن اپنی فوج کے جو دستے پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ ان کا بھی صفایا کیا جا رہا ہے۔ اس حملہ میں دشمن کا بہت سا سامان جنگ اور ۳۰۰ اطالوی قیدی ہمارے قبضہ میں آئے: ٹیونس کے پاس دشمن کے ایک ہوائی اڈہ پر بھی حملہ کیا گیا۔ جس سے کئی جگہ آگ لگ گئی۔

نئی دہلی ۲۶ر فروری۔ انڈین کمانڈ کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ ۲۲۔ ۲۳ فروری کی درمیانی رات اکیاب سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر جہازوں کے ذریعہ بعض سپاہی اتارے گئے۔ جنہوں نے ایک گاؤں پر پانچ گھنٹہ تک قبضہ کئے رکھا۔ اس دوران میں انہوں نے وہ تمام عمارتیں جلا دیں۔ جو دشمن کے کام آ سکتی تھیں۔ دشمن نے کچھ مقابلہ کیا۔ مگر اس پر فوراً قابو پا لیا گیا۔ ۲۴ر فروری کو سنٹرل برما میں تھازی ریلوے سٹیشن پر حملہ کیا گیا۔ اور اسے کافی نقصان پہنچایا گیا۔ دو اہم پل بھی برباد کر دئے گئے۔ دریائے کالاڈان میں دشمن کی کشتیوں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔

نئی دہلی ۲۶ر فروری۔ کچھ جاپانی جہازوں نے آج شمال مشرقی آسام میں ایک ہوائی اڈے پر حملہ کیا۔ اور کئی بم برسائے۔ مگر ان بموں سے کوئی جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا۔ ہمارے ہوائی جہازوں نے مقابلہ کر کے سب جاپانی جہازوں کو شدید نقصان پہنچایا۔ سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ دشمن کے ۳۰ ہوائی جہازوں میں سے چھ تو یقینی طور پر برباد کر دیئے گئے۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ بارہ اور بھی برباد ہو گئے ہوں گے۔ باقی جہازوں کو سخت نقصان پہنچا۔ امریکن جہاز جو مقابلہ میں اڑے تھے۔ انہیں کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔

نئی دہلی ۲۶ر فروری۔ آج سنٹرل اسمبلی میں چند چھوٹے چھوٹے سرکاری بل پاس کئے گئے۔ ایک بل کے ذریعہ ۱۹۲۰ء کے انڈین ریلویز ایکٹ میں ترمیم کی گئی۔

نئی دہلی ۲۶ر فروری۔ ہفتہ کے دن ساڑھے پانچ بجے کونسل آف سٹیٹ میں گورنمنٹ آف انڈیا نئے سال کا بجٹ پیش کرے گی۔

نئی دہلی ۲۶ر فروری۔ سر ہومی مودی جو وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل کے ممبر تھے۔ آج بمبئی روانہ ہو گئے۔ سٹیشن پر بہت سے معززین آپ کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔

نئی دہلی ۲۶ر فروری۔ برما کی گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہندوستان میں برما سے آنے والے لوگوں کی خبر رکھنے کے لئے جو افسر مقرر ہیں۔ اب ان کی تعداد بڑھا کر ایک سے چار کر دی گئی ہے۔ اس قسم کے معلومات کے لئے شملہ میں ایک دفتر بھی کھولا جائے گا۔

لنڈن ۲۶ر فروری۔ آج ہاؤس آف کامنز میں مسٹر ایمری نے گاندھی جی کے برت کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ گاندھی جی کے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا نے جو رویہ اختیار کیا ہے۔ اسے گورنمنٹ برطانیہ کی پوری پوری حمایت حاصل ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا۔ کہ گاندھی جی کی چٹھیوں میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہو سکے۔ کہ گذشتہ دنوں ان کی تحریک پر ہندوستان میں جو فسادات ہوئے تھے۔ ان کا انہیں افسوس ہے۔ مسٹر ایمری نے یہ بھی کہا۔ کہ جب گورنمنٹ آف انڈیا نے گاندھی جی کی دھمکی کے سامنے نہ جھکنے کا عہد کیا تھا۔ تو اس وقت اس فیصلہ میں وائسرائے کے علاوہ ۹ ہندوستانی اور چار یوروپین ممبر بھی شامل تھے۔ آپ نے کہا: ہندوستان پر اب بھی حملے کا خطرہ ہے۔ اس لئے گورنمنٹ مناسب نہیں سمجھتی۔ کہ گاندھی جی اور ان کے ساتھیوں کو رہا کرے۔ تاہم اس فیصلہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے گورنمنٹ ہر طرح گاندھی جی کا خیال رکھیگی۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی ...